سوال

(521) فطرانہ عید کتنا ہے؟ ایک صاع یا آدھا صاع؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فطرانہ عید کتنا ہے۔ ایک صاع یا آدھا صاع کا وزن 80 تولہ میر سے کتنا ہوتا ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث میں پرانا صاع مدنی آیا ہے۔ جو آجکل کے حساب سے اڑھائی صیر ہوتا ہے۔ بعض روایتوں میں نصف صاع بھی آیا ہے۔ ہمارے ہاں علماء کا یہ دستور ہے کہ ارزانی میں پورا صاع بتاتے ہیں۔ اور گرانی میں نصف صاع خدا قبول کرے۔ (29 زی قعدہ)

تشریح

جاننا چاہیے کہ صدقہ فطر ازروئے آیہ کریمہ واحادیث صحیحہ کے فرض عین ہے۔-فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ سورة الأعلى

''فلاح پائی جس نے صدقہ فطر ادا کیا'' کیونکہ یہاں تزکی سے مراد ازروئے حدیث مرفوع کے صدقہ فطر ادا کرنا ہے۔ اور یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ وَذَكَرَ ٱسۡمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ ١٥ سورة الأعلى

"ولابن خزیمة من طریق کثیر بن عبد اللہ عن ابیه عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سئل عن ہذہ الآیة فقال نولتقی زکوة الفطر انتهی مافی نیل الاوطار للعلامة الشوکانی"

اور ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ روایت ہے۔ اور ابو العالیہ اور ابن سیرین بھی یہی کہتے ہیں۔ اور اکثر لوگ ان کے سوا اور صحیح میں یعنی بخاری اور مسلم میں اعرابی کے قصہ میں فلاح اس کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ جو صرف فرائض ادا کرے۔ اور صدقہ فطر اداف کرنے والے کو بھی افلح یعنی فلاح پائی فرمایا تو معلوم ہوا کہ

صدقہ فطر بھی فرض ہے۔ کما لایخفی علی الفطین

"قال الحافظ ابن حجر عسقلانی فی فتح الباری شرح البخاری وقال اللہ تعالی قد افلح من تزکی وثبت انہا نزلت فی زکوۃ الفطر وثبت فی الصحیحین اثبات حقیقۃ الفلاح لمن اقتصر علی الواجبات انتہی" (بخاری۔ مسلم)

ان احادیث صحیحہ موجودہ میں سے ایک یہ ہے ''ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا فرض کیا رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر ایک صاع خرما سے یا ایک صاع جو سے یا اس سے جوان کے سوا اور کانے کی چیزیں ہیں۔ جن کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آوے گا۔ ہر غلام آزاد۔ مرد عورت۔ لڑکے اور جوان پر مسلمانوں سے اور حکم کیا آپ ﷺ نے کہ ادا کیا جاوے صدقہ فطر پہلے اس سے کہ لوگ نماز کو نکلیں۔''

اس حدیث سے صراحتاً صدقہ فطر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں لفظ فرض کا موجود ہے۔ اور فرض کے دوسرے معنی مراد لینا بغیر کسی قرینے صارفہ کے صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ معنی فرض کا حقیقت شرعیہ سے کما تقرر فی الاصول اور اس کے سوا بہت سی حدیثیں ہیں۔ ایک ہی پر اکتفا کیا تاکہ طول نہ ہوجاوے۔ چنانچہ بخاری نے صدقہ فطر کے فرض ہونے پر ایک باب منعقد کیا ہے۔ مگر اس کی قضا نہیں ہے۔ اور قاعدہ حکمیہ نہیں ہے۔ کہ جو فرض عین ہے اس کی قضا لازم ہے۔ محض بے دلیل ہے۔ کما تقرر فی الاصول اور ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جو اس کی استطاعت رکھتا ہو خواہ مرد ہو یا خواہ عورت خواہ لڑکا ہو خواہ جوان خواہ غلام ہو خواہ آزاد خواہ امیر ہو خواہ غریب جیسا کہ حدیث مذکورۃ الصدر سے واضح ہے کہ مطلق شرط صاحب نصاب ہونے کی نہیں بلکہ دار قطنی اور احمد کی روایت میں تصریح بھی آگئی ہے۔ کہ فقیر پر فرض ہے۔ واستدلال بقولہ فی حدیث

"ابن عباس فی فطرۃ الصائم علی انہا تجب علی الفقیر کما علی الغنی وقد ورد ذلک صریحا فی حدیث ابی ہریرہ عند احمد وفی حدیث ثعلبۃ ابن ابی صغیر عند الدار قطنی انتہی ما فی فتح الباری"

مگر استطاعت ضروری ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۲۸٦ سورۃ البقرۃ

(ترجمہ) ''نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی کو لیکن اس کی طاقت کے موافق''

لڑکے کا اگر مال ہو تو اس کا ولی اس میں سے صدقہ فطر نکالے اور اگر مال نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا جس پر اس کا نفقہ واجب ہے ادا کرنے یہی قول جمہور کا ہے۔

"وجوب فطرۃ الصغیر فی مالہ والمخاطب باخراجہا ولیہ ان کان للصغیر مال والاوجبت علی من قلزمہ نفقتہ والی ہذا ذہب الجمہور انتہی ما فی نیل الاوطار قولہ الصغیر والکبیر ظاہرہ وجوبہا علی الصغیر لکن المخاطب عنہ ولیہ فوجوبہا علی ہذا فی مال الصغیر والا فعلی من قلزمہ نفقتہ وہذا قول الجمہور انتہی ما فی" (فتح الباری)

اور غلام کا مولیٰ ادا کرے۔ کیونکہ مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔ کہ مولیٰ پر غلام کا صدقہ نہیں مگر صدقہ فطر اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غلام کا صدقہ فطر مولیٰ ادا کرے۔

"قولہ علی العبد الخ ظاہرہ اخراج العبد عن نفسہ ولم یقل بہ الا داود وخالفہ اصحابہ والناس واحتجوا بحدیث ابی ہریرہ مرفوعا لیس فی العبد صدقۃ الا صدقۃ الفطر اخرجہ مسلم ومقتضاہ انہا علی السید انتہی ما فی فتح الباری ملخصا بقدر الحاجۃ"

حنفی مذہب میں صدقہ فطر واجب ہے۔ صاحب نصاب پر یعنی جس کے پاس ذکواۃ کا نصاب ہو اور لڑکے کا صدقہ صرف باپ ادا کرے۔ اور سب باتوں میں موافق اسی کے ہے۔ جو گزرا ہے ہدایہ میں ہے۔

"صدقۃ الفطر واجبۃ علی الحر المسلم اذا کان مالکا لمقدار النصاب فاضلا عن مسکنہ وثیابہ واثاثہ وفرسہ وسلاحہ وعبیدہ یخرج ذلک عن نفسہ ویخرج عن اولادہ الصغار ومما لیکہ انتہی ملخصا"

اوروقت ادائے صدقہ کا قبل نماز عید الفطر کے ہے۔ اوراگر کوئی دو یا تین روز یا زیادہ عید سے پہلے ادا کردے۔ تو جائز ہے۔ اور بعد نماز عید کے اگر دے گا تو ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ آیت مذکورہ قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ وَذَكَرَ ٱسۡمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ ١٥ سورۃ الاعلی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر نماز پر مقدم ہے۔ کیونکہ فصلی کے ساتھ فائے تعقیب کے زکر کیا ہے۔ جس سے تعقیب صلاۃ کی صدقہ سے مستفاد ہوتی ہے

"کما لا یخفی علی من لہ ادنی قامل"

اور جو چیز طعام یعنی قابل قوت ہے۔ مثل گہیوں جو پنیر۔ خرما ستو وغیرہ کہ اس میں سے صدقہ فطر ادا کرنا صحیح ہے۔ (محمد یاسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی عفی عنہ)

وہ غریب مسلمان کے جس کے پاس کچھ نہ ہو بہت ہی بھوکا ہو۔ اس پر یہ فطرہ کسی صورت سے نہیں ہے۔ اگر اس کو دو وقت کی فراغت حاصل ہو تو اس کو دینا چاہیے۔ یہ فطرانہ خواہ اپنے خویش کو یا غیر کو دے جو فطرہ دے سکتا ہے۔ اس پر فرض ہے۔ (حررہ محمد امیر الدین حنفی واعظ جامع مسجد دہلی (محمد امیر الدین 1301)

نیز! جاننا چاہیے کہ جو صاع حدیث میں آیا ہے۔ وہ صاع آپ ﷺ کا ہے۔ اسے صاع حجازی کہتے ہیں۔ اسی صاع حجازی سے صدقہ وغیرہ ادا کرنا چاہیے۔ صاع عراقی سے نہیں کیونکہ صاع عراقی آپ ﷺ کا صاع نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح کتب حدیث میں موجود ہے۔ اور جو احکام اس صاع سے ہونا چاہیے۔ جو آپ ﷺ کا صاع ہے۔ اور اس کا وزن سیروں کے حساب سے ہے۔ جو مسک الختام شرح بلوغ المرام میں ہے۔ پس صدقہ فطر بسیر پختہ لکھنو کہ نود و شش روپیہ است ورد پیہ یازدہ ماشہ نصف صاع از گندم ایک آثار و شش چھٹانک و سہ ماشہ از جو دوچند آن یعنی دو ثاروں نیم پاؤ و شش ماشہ وچہار رتی است یک سیر نیم پاؤ و نیم چھٹانک و یک تولہ وسہ ماشہ باشد انتہیٰ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اصل صدقہ فطر میں کیل یعنی پیمانہ تانبے کا ہے۔ اور وزن کے قدر کی جو حاجت پڑتی ہے۔ تو صرف استفارا واستعانتہ لطلب حفظ الاحکام کما لا یخفی علی الماہر اور لا محالہ قدر وزن میں قدر قلیل اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں مشکل ہی ہے۔ ضبط ساع کا ساتھ ارطال وغیرہ کے کیونکہ جو آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں تھا۔ اس سے صدقہ فطر ادا کیا جاتا تھا۔ وہ تو پیمانہ معروف مشہور تھا۔ اب اندازہ قدر اس کا وزن ہوتا ہے۔ . ساتھ مختلف ہونے اجناس صدقہ کے مثل حمص وذرہ وغیرہ کے تو ضرور ہے۔ کہ ایسے پیمانہ سے ص

دقہ دینا چاہیے کہ موافق صاع پیمانہ رسول اللہ ﷺ کے ہو۔ اور جو شخص اس کو نہ پائے تو لازم ہے۔ کہ اس طرح سے ادا کرے۔ کہ یقین کامل ہو کہ یہ اس سے کم وناقص نہیں ہوگا۔ مسک الختام میں لکھا ہے۔ کہ احتیاطاًدر صدقہ فطر دو سیر انگریزی گندم بایدداد وصاع از جو دوچند آں یعنی دو سیر و یک و نیم چھٹانک واحتیاطاًاز جو چہار سیر باید داد انتہیٰ۔ پس مقدر کرنا صاع کو ساتھ پانچ رطل وثلث رطل کے بہت اقرب الی الصواب ہے اور کہا صاحب روضہ نے

"وقد یشکل ضبطا الصاع بالارطال فان الصاع المخرج بہ فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم میکال معروف ویختلف قدرہ وزنا باختلاف جنس مایخرج کالزرۃ والحمص وغیرہا والصواب ما قالہ الدارمی ان الاعتماد ع لی الکیل بصاع مغائر بالصاع الذیکان یخرج بہ فی عصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن لم یجدہ لزمہ اخراج قدر تیقن انہ لا ینقص عنہ وعلی ہذا فامتقدیر بخمسۃ امرطال وثلث تقرب کذافی عون الباري لحل اولہ البخاري"

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ صاع چار لپ یعنی چار بک متوسط آدمی کا ہے۔ اور یہ تجربہ بھی کیا گیا ہے پس صحیح اور موافق ہے۔ صاع رسول اللہ ﷺ کے۔ ۔ ۔ کذافی القاموس وحکای النووی الیضافی الروضہ۔ اور اہل پنجاب اس امر میں بہت اچھے اور خوب ہیں۔ کیوں کہ ان کے یہاں پیمانہ مثل مد کے پڑوپی ہے۔ اور مثل صاع کے ٹوپہ اور وہ اسی پر اجراء احکام وغیرہ کرتے ہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص675-680

محدث فتویٰ